پاکستان میں شعبہ تعلیم وروزگار کے لیے پالیسی اور اقدامات (۱۹۴۷ء-۲۰۱۲ء): تاریخی وتجزیاتی مطالعہ (قسط اوّل)

سعدیہ گلزار☆

کسی بھی ملک کی معاشی ترقی کے لیے تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ افرادی قوت کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مالیاتی پالیسی کا اہم مقصد انسانی وسائل کی منصوبہ بندی کرنا یعنی عوام کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا، فنی علوم سکھانا، اخلاق بہتر بنانا اور ان کو روزگار فراہم کرنا ہے تاکہ وہ معیشت کے لیے سودمند اور معاشرے کے فعال رکن بن سکیں۔ تعلیم یافتہ افراد کو روزگار فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے باصلاحیت افراد سے نوازا ہے لیکن ملکی سطح پر تحقیق اور ترقی کے کم مواقع ہونے کی وجہ سے زیادہ تعداد میں تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ افراد اچھے مستقبل کی خاطر بیرونِ ملک منتقل ہو جاتے ہیں۔ اس سے ملکی سطح پر تعلیم یافتہ افراد کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے حالانکہ باصلاحیت انسانی وسائل کسی بھی ملک کی تقدیر بدل سکتے ہیں اور ترقی میں اہم حصّہ ڈال سکتے ہیں۔ پاکستان کی مالیاتی پالیسی میں سب سے ضروری امن وامان کی صورتحال بحال کرنے کے بعد فلاحِ عامہ کے اقدامات میں انسانی وسائل کی منصوبہ بندی ہے۔ افرادی قوت کو تعلیم اور جدید فنی تعلیم سے آراستہ کیا جائے اور روزگار کی فراہمی کے لیے جاذبِ محنت پراجیکٹ شروع کیے جانے ملکی ترقی کے لیے ناگزیر ہیں۔ ذیل میں پاکستان میں خواندگی کی شرح میں اضافہ، معیارِ تعلیم کو بہتر کرنے اور روزگار میں اضافہ کے لیے پالیسی اور اقدامات کا اجمالاً جائزہ لیا گیا ہے اور اصلاح کے لیے تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

۱۔ شعبہ تعلیم کے لیے پالیسی اور اقدامات

شرحِ خواندگی میں اضافہ اور تعلیم کا اعلیٰ معیار معاشی ترقی کے لیے ناگزیر ہے۔ تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ افراد مشینوں کو بہتر طور پر استعمال میں لا سکتے ہیں۔ اس طرح ان کی استعداد کار بڑھ سکتی ہے۔ پیشہ وارانہ تعلیم افراد کو مختلف پیشوں میں ماہر

☆ ڈاکٹر سعدیہ گلزار، لیکچرر علوم اسلامیہ، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بنانے میں مدد دے سکتی ہے۔فنی اور سائنسی تعلیم کے ذریعے سے افراد کو جدید طریقوں سے آگاہی حاصل ہوتی ہے اور تحقیقات کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔قیام پاکستان کے بعد شعبہ تعلیم پر توجہ دی گئی۔تعلیمی اداروں کو بہتر بنایا گیا۔تاہم تعلیمی اداروں اور سہولیات میں اضافہ ساٹھ کی دہائی میں کیا گیا۔اس دور میں شرح خواندگی کو بڑھانے کے لیے، تعلیمی سہولیات میں اضافے، بہتر نصاب اور طریقہ تعلیم میں اصلاح کے لیے پالیسیاں بنائی گئیں۔سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری سطح پر نصاب میں تنوع لایا گیا۔ریاضی اور سائنس کو لازمی مضامین جب کہ زراعت، کامرس، خانگی معاشیات اور صنعتی آرٹ کو اختیاری مضامین کے طور پر متعارف کروایا گیا۔تعلیمی پالیسیوں میں طریقہ تعلیم، شخصیت اور کردار میں بہتری کے لیے ماڈل اداروں کو متعارف کروانے کا پروگرام بھی شامل تھا۔حکومت نے اسلام آباد اور ڈھاکہ میں ماڈل سکول قائم کیے اور ان اداروں میں جدید تعلیمی سہولیات بھی فراہم کی گئیں۔مشرقی پاکستان میں پرائمری سطح کے اساتذہ کی تربیت کے لیے 13 سنٹرز جب کہ مغربی پاکستان میں پرائمری اور مڈل سطح کے اساتذہ کے لیے چار سنٹرز قائم کیے گئے۔ریجنل ایجوکیشن ایکسٹینشن سروس سنٹرز *(Regional Education Extension Service Centres)* سیکنڈری سطح کے اساتذہ کی تربیت کے لیے کھولے گئے۔مشرقی پاکستان میں خصوصی تربیتی پروگرام انگریزی کے اساتذہ، ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹرس کے لیے جبکہ مغربی پاکستان میں سائنس اور ریاضی کے اساتذہ کی تربیت کے لیے منعقد کروائے گئے۔[۱]

یونیورسٹی کے معیار تعلیم کی بہتری پر زور دیا گیا۔ہر صوبے کی سطح پر انجینئرنگ اور زرعی یونیورسٹیاں قائم کی گئیں۔ اقتصادی سروے کے مطابق پاکستان نیشنل سائنٹیفک اینڈ ڈاکومنٹیشن *(Pakistan National Scientific & Documentation)* کی نیوکلر ذیلی شاخیں ڈھاکہ اور لاہور میں کھولی گئیں۔[۲] نئی انجینئرنگ اور ٹیکنالوجی کی یونیورسٹیاں ڈھاکہ اور لاہور میں کھولی گئیں۔[۳] مالی سال ۶۹-۱۹۶۸ء میں پاکستان میں ۱۲ یونیورسٹیاں تھیں، جن میں دو ٹیکنیکل اور دو زرعی بھی شامل تھیں۔دو نئی یونیورسٹیاں ایک چٹاگانگ اور دوسری اسلام آباد میں قائم کی گئیں اور تیسری جہانگیر نگر (نزد ڈھاکہ) تعمیر کے مراحل میں تھی۔[۴] طلبہ کو تعلیمی وظائف بھی جاری کیے گئے۔ہر مالی سال ۱.۵ کروڑ روپے تعلیمی وظائف کے لیے مختص کیے گئے۔[۵] مالی سال ۶۴-۱۹۶۳ء میں تعلیمی وظائف کی شرح ۲۰۰ روپے سے بڑھا کر ۳۰۰ روپے فی کس کی گئی۔اس کی زیادہ سے زیادہ حد ۶۰۰ روپے سے ۹۰۰ روپے تک کی گئی۔مالی سال ۶۵-۱۹۶۴ء میں تعلیمی وظائف کی زیادہ سے زیادہ حد ایک یا دو بچے ہونے کی صورت میں ۹۰۰ روپے تک رکھی گئی جو کہ مذکورہ حد ۳۰۰ روپے فی کس اخراجات زیادہ ہونے کی صورت میں لاگو کی جاتی تھی۔[۶] شرح خواندگی میں اضافہ اور معیار تعلیم میں بہتری کے لیے پرائمری اور ثانوی سطح پر اسکولوں اور طلبہ کی تعداد میں اضافہ، یونیورسٹی کے معیار تعلیم میں بہتری اور طلبہ کو وظائف جاری کرنا قابل ذکر اقدامات تھے۔تیسرے پانچ سالہ منصوبے (۷۰-۱۹۶۵ء) تک فنی تعلیم کو ترجیح دینے کا مقصد ملک میں فنی ماہرین کی تعداد میں اضافہ کرنا تھا تاکہ صنعتی، زرعی اور دیگر شعبوں میں ان سے استفادہ کیا جا سکے۔تعلیمی اداروں میں اضافہ، نصاب تعلیم میں تبدیلیاں، سائنس کے مضامین کی تعلیم پر زور، اسکول اور کالجوں میں سائنس کے مضامین کی سہولیات اور اساتذہ کی تعداد میں اضافہ، طریقہ تعلیم میں بہتری کے لیے اساتذہ کے تربیتی

پروگرام سے شرح خواندگی اور تعلیم کے معیار میں بہتری آئی۔

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں نظام تعلیم میں بہتری کے لیے اصلاحات متعارف کروائی گئیں۔ اشتراکی فکر کے اثر کے تحت تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لیا گیا۔ شعبہ تعلیم کی بہتری کے پیش نظر مارچ ۱۹۷۲ء میں تعلیمی اصلاحات کا اعلان کیا گیا۔ ان اصلاحات میں تمام افراد معاشرہ کو میٹرک تک تدریجاً مفت تعلیم کی فراہمی، نجی تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لینے کی پالیسی، عام تعلیم کے بجائے بامقصد زرعی فنی تعلیم میں اضافہ، مساوی بنیادوں پر تعلیم کا حصول، خصوصاً کم ترقی یافتہ علاقوں کی لڑکیوں اور خواتین کی شرح خواندگی میں اضافہ، ذہین اور باصلاحیت غریب طلبہ کو مالی امداد کی فراہمی، کالج سطح پر سائنسی مضامین ٹیکنیکل اداروں کی بہتری، عمومی، انجینئرنگ اور زرعی یونیورسٹیوں کا قیام اور یونیورسٹی سطح پر سنٹر آف ایکسیلنس کا قیام شامل تھا۔ ے

ان مقاصد کے حصول کے لیے متعدد اقدامات کیے گئے۔ تمام تعلیمی سطحوں پر نصاب تعلیم میں جدت اور نظر ثانی کے لیے نصابی ادارے (Curriculum Bureaus) قومی اور صوبائی سطح پر قائم کیے گئے۔ ضرورت مند طلبہ کو کتابوں کی فراہمی کے لیے ۳۴۶ بک بینک مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں میں قائم کیے گئے۔ مختلف مضامین کی ۴۸ لاکھ مالیت کی کتب درآمد کر کے ان بینکوں کو مہیا کی گئیں۔ یونیورسٹی گرانٹ کمیشن یونیورسٹی کی ضروریات، فنڈز اور سہولیات کی بہتری کے لیے قائم کیا گیا۔ ۵۰۰ ماہانہ آمدن حاصل کرنے والے غریب مزدوروں اور کسانوں کے بچوں کو تعلیم کے لیے بلاسود قرضوں کی سہولت فراہم کی گئی جن کی واپسی روزگار کے حصول کے بعد بارہ سالوں میں آسان اقساط کے ذریعے کی جاسکتی تھی۔ ۸ مختلف علاقوں میں تعلیمی سہولیات کی فراہمی میں عدم مساوات کو ختم کرنے کی ٹھوس کوششیں کی گئیں۔ فاٹا، شمالی علاقہ جات، بلوچستان اور آزاد کشمیر کے علاقوں میں خصوصی طور پر تعلیمی سہولیات فراہم کی گئیں۔ زرعی۔ ٹیکنیکل (Agro-Technical) مضمون چھٹی سے آٹھویں جماعت تک مرتب کیا گیا اور اس مضمون کا ملک بھر کے چند منتخب اسکولوں میں آغاز کیا گیا۔ گومل یونیورسٹی اور ڈی آئی خان کا آغاز کیا گیا۔ ہر عمومی یونیورسٹی میں انڈر گریجویٹ سطح پر پاکستان اسٹڈیز سینٹر قائم کیے گئے۔ ان کے قیام کا مقصد پاکستان کے مختلف علاقوں کی زبان دانی، لٹریچر اور علاقوں کی ثقافت کے حوالے سے مطالعہ کروانا تھا۔ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں تحقیق اور پوسٹ گریجویٹ کے لیے پاکستان اسٹڈیز کا قومی ادارہ قائم کیا گیا۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن کا ادارہ بھی قائم کیا گیا۔ اس کے قیام کا مقصد غیر ملکی مصنفین کی کتب کو دوبارہ چھاپ کر کم قیمت پر طلبہ کو فراہم کرنا تھا۔ اس ادارے نے پہلی مرتبہ پاکستان میں بچوں کی کتابوں کی سیریز شائع کی۔ چند کالجوں اور یونیورسٹیوں میں سمسٹر سسٹم کا آغاز کیا گیا۔ نیشنل سپورٹ ٹرسٹ اور پاکستان نیشنل کونسل متعلقہ شعبوں کو ترقی دینے کے لیے قائم کی گئی۔ اکتوبر ۱۹۷۲ء سے پہلی جماعت سے آٹھویں جماعت تک مفت تعلیم کی گئی جبکہ اکتوبر ۱۹۷۴ء میں نویں سے دسویں جماعت تک بھی مفت تعلیم کر دی گئی۔ تقریباً ۳۳۳۴ نجی تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لیا گیا۔ ۱۵۱۳ پرائمری اسکولوں، ۴۲۵ مڈل اسکولوں، ۸۹۰ ہائی اسکولوں، ۳۶۴ مدارس، ۱۵۵ عمومی اور پروفیشنل کالجوں اور ۵ ٹیکنیکل اداروں کو قومی تحویل میں لیا گیا۔ ۹ اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تعداد میں اضافہ، تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لینا، میٹرک تک مفت تعلیم کی فراہمی، سائنسی تعلیم پر خصوصی توجہ، غریب طلبہ کے لیے وظائف کا اجراء، پاکستان اسٹڈیز سینٹر کا قیام، غیر ترقی یافتہ علاقوں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں یونیورسٹیوں کا قیام جیسا کہ اقتصادی سروے کے مطابق زیادہ تر یونیورسٹیاں ڈی آئی خان، ملتان، بہاولپور اور خیر پور میں کھولی گئیں۔۱۰ اور ان کی تعداد میں اضافہ اس دور کے قابل ذکر اقدامات تھے۔ فلاح عامہ کے ضمن میں تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لیا گیا۔ تاہم اس اقدام سے شرح خواندگی میں خاطر خواہ اضافہ نہ ہو سکا اور تعلیمی اداروں کے معیار میں بھی بہتری نہ آ سکی۔

صدر ضیاء الحق کے دور میں معیار تعلیم میں بہتری کے لیے ٹیکنیکل اور ووکیشنل کی تربیت کے لیے سہولیات میں اضافہ اور سیکنڈری سطح پر مضامین میں تنوع لایا گیا۔ اس کے لیے حکومت نے ہر مالی سال کے بجٹ میں اسکول، کالجوں، یونیورسٹی اور دیگر تعلیمی اداروں کے لیے فنڈز میں اضافہ کیا گیا۔ پرائمری، مڈل، سیکنڈری، ہائی اور سیکنڈری اسکولوں، آرٹس اور سائنس کے کالجوں، پروفیشنل کالجوں اور یونیورسٹی کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔ اس دور میں شرح خواندگی میں اضافے کے لیے تعلیم بالغاں کے لیے اقدامات اور ترغیبات دیں گئیں جیسا کہ اقتصادی سروے کے مطابق مختلف حکومتی اور نیم حکومتی تنظیموں مثلاً بوائے اسکاؤٹ، گرل گائیڈ اور سماجی اداروں نے تعلیم بالغاں کی تحریک میں حصہ لیا۔ کالج طلبہ کے لیے ضروری تھا کہ ایک گھنٹہ تعلیمی دورانیہ میں ناخواندہ افراد کو لکھنا پڑھنا سکھائیں۔ حکومت کے تمام اداروں میں ناخواندہ ملازمین کی پڑھائی کا انتظام ضروری تھا۔ ناخواندہ قیدیوں کو لکھنا پڑھنا سیکھنے اور جماعت دوم کے مساوی امتحان پاس کرنے پر سزا کا دورانیہ کم کیے جانے کی ترغیب دی گئی۔ خواندہ افراد کو ڈرائیونگ لائسنس، ہتھیاروں اور دیگر لائسنس جاری کرنے میں ترجیح، دیہات یا دیگر علاقوں کی شرح خواندگی سو فیصد ہو جانے پر ان کو انعامات اور دیگر سہولیات فراہم کرنے میں ترجیح، انفرادی سطح پر شرح خواندگی میں اضافہ کرنے والے کی کوششوں کو سراہتے ہوئے ٹرافی اور شیلڈ، سماجی فلاح و بہبود کی یونینز کو ان کے خواندگی پروگرام میں شرکت کے مطابق مالی امداد کی فراہمی۔ تمام مدارس میں ناظرہ قرآن کے ساتھ ترجمہ قرآن کروانے کی بھی ہدایت کی گئی۔ نیز ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے بھی تعلیم اور تعلیم بالغاں کے لیے اہم کردار ادا کیا۔۱۱ پاکستان میں شرح خواندگی پست تھی۔ یہاں تک کہ ترقی پذیر ممالک میں پاکستان شرح خواندگی کے لحاظ سے بہت پیچھا تھا۔ مالی سال ۱۹۸۴ء میں پاکستان میں شرح خواندگی ۲۶ فیصد، بھارت میں ۳۴ فیصد، چین اور سری لنکا میں ۶۶ فیصد اور سنگاپور میں ۹۲ فیصد تھی۔۱۲ تاہم اس دور میں حکومت کی کوششوں سے شرح خواندگی میں اضافہ ہوا جیسا کہ مالی سال ۷۲-۱۹۷۱ء میں شرح خواندگی ۲۲ فیصد جبکہ ۱۹۸۴ء میں بڑھ کر ۲۴ فیصد ہو گئی۔۱۳ مالی سال ۸۵-۱۹۸۴ء میں ۲۸.۸ فیصد جبکہ مالی سال ۸۸-۱۹۸۷ء تک شرح خواندگی ۳۱.۷ فیصد ہو گئی تھی۔۱۴ پاکستان میں شرح خواندگی میں کمی کی بہت سی وجوہات تھیں مثلاً غیر تعلیم یافتہ والدین کی بچوں کی تعلیم پر عدم توجہ، مخلوط تعلیم کی وجہ سے بچیوں کو نہ پڑھانا، بیس فیصد آبادی ۳۰۰ سے کم افراد کی بستی میں رہتے تھے جہاں حکومت اس پوزیشن میں نہیں تھی کہ تعلیم کی سہولیات فراہم کر سکے۔ پاکستان میں تقریباً جی این پی کا ۱.۵ فیصد سے ۲.۰ تعلیم پر لگایا گیا جبکہ یونیسکو کی طرف سے ۴.۰ فیصد تعلیم کے لیے وقف کرنا ضروری تھا۔۱۵

نوے کی دہائی میں سوشل ایکشن پروگرام قابل ذکر ہے۔ تعلیم تک رسائی کے لیے اسکولوں کی تعمیرات میں اضافہ (خصوصاً دیہی علاقوں میں)، صنفی عدم مساوات کو ختم کرنا، لڑکیوں کے داخلے میں اضافہ کے لیے زیادہ سے زیادہ ادارتی سہولیات میں اضافہ، نیز خواتین اساتذہ کی تربیت اور تقرری میں اضافہ شامل تھا۔ قائم اسکولوں کے معیار کو بہتر بنانا، خالی اساتذہ کی آسامیوں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کوئی تقرریوں اور ٹرانسفر کے ذریعے پُر کرنا۔۱۶ ان مقاصد کے حصول کے لیے حکومت پاکستان کے ساتھ عالمی بینک، ایشیائی ترقیاتی بینک اور اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کا تعاون رہا۔ پرائمری تعلیم ،اساتذہ کی تربیت اور بالغوں کی شرح خواندگی میں اضافہ پر خصوصی توجہ دی گئی۔اس پروگرام کے مقاصد کے حصول کے لیے متعدد پروگرام شروع کیے گئے جن میں پسماندہ علاقوں میں موبائل ٹیچر ٹریننگ پروگرام کا آغاز بھی شامل تھا۔خواتین اساتذہ کی تقرری کے سلسلے میں مطلوبہ تعلیم اور عمر میں رعایت دی گئی اور گھر کے نزدیک سکولوں میں تعینات کیا گیا۔پنجاب میں ۷۰ فیصد پرائمری اسکولوں میں خالی اسامیوں کو پُر کیا گیا۔سرحد میں بھی تقرریاں کی گئیں۔بلوچستان اور سندھ میں بھی اساتذہ کی تقرریوں کا پروگرام جاری رکھا گیا۔شعبہ تعلیم میں نجی شعبے کے تعاون میں اضافہ کیا گیا۔۱۷ سوشل ایکشن پروگرام کے پہلے مرحلے میں چند شعبوں میں کامیابی حاصل ہوئی اور ان کی بہتری دیکھنے کو آئی جیسا کہ عالمی بینک کی رپورٹ کے مطابق دیہی علاقوں میں پرائمری سطح پر طلبہ کے داخلوں کی تعداد میں اضافہ ہوا بالخصوص لڑکیوں کے داخلے کی تعداد میں اضافہ ہوا۔پاکستان میں سوشل ایکشن پروگرام سے میرٹ کی بنیاد پر تقرری، اداروں میں غیر حاضر عملے میں بہتری، تعلیم اور صحت کے شعبے میں ضروری اسٹاف کی فراہمی اور پرائمری اسکولوں کی تعمیر میں اضافہ ہوا۔۱۸ سوشل ایکشن پروگرام کے دوسرے مرحلے میں موجودہ پرائمری اور مڈل اسکولوں میں نئے کمروں کی تعمیر، عمارت نہ رکھنے والے اسکولوں کی عمارت کی تعمیر، مقامی اساتذہ کا عارضی تقرر، خواتین اساتذہ کو اچھے الاؤنس کی صورت میں اضافی ترغیبات مہیا کرنا اور اساتذہ کے تربیتی کورس وغیرہ شامل تھے۔۱۹ ان مقاصد کے حصول کے لیے ابتدائی سطح پر تعلیم میں بہتری لائی گئی۔کنٹریکٹ بنیادوں پر میرٹ پر اساتذہ کی تقرری اور معیار تعلیم میں بہتری کے لیے اساتذہ کی تربیت کے پروگراموں کا انعقاد کروایا گیا۔خواندگی کی شرح میں اضافے کے لیے مخصوص علاقوں میں جماعت ششم کی لڑکیوں کو وظائف کا اجراء اور پرائمری سطح پر مفت کتابوں کی ترغیبات شامل تھیں۔۲۰

واقعہ ۹/۱۱ کے بعد پاکستان کو شعبہ تعلیم میں بھی امداد جاری کی گئی۔صدر پرویز مشرف کے دور میں تعلیمی شعبے میں اصلاحات کے مقاصد شرح خواندگی میں اضافہ اور معیار تعلیمی میں بہتری بتایا گیا۔دسمبر ۲۰۰۱ء میں تعلیمی شعبے میں اصلاحات (Education Sector Reform (ESR)) متعارف کروائی گئیں جن کے سات اہم مقاصد بیان کیے گئے جن میں سے شرح خواندگی میں اضافہ، صنفی عدم مساوات میں کمی ،نصاب میں اصلاحات کے ذریعے معیار تعلیم میں بہتری اور اساتذہ کی تربیت شامل تھی۔ جہاں تک نصاب میں اصلاحات کا تعلق تھا تو اس میں سے جہاد اور اسلام کی بنیادی اقدار پر مبنی مواد کو نکال کر روشن خیال معاشرے کو پروان چڑھانے والی اقدار کو شامل کیا گیا۔یہ مغرب بالخصوص امریکہ کی اہم پالیسی ہے مسلمانوں کو ان کی اپنی بنیادوں سے دور کیا جائے ،ان کو اپنے اس مقصد میں صدر مشرف کے دور میں کامیابی بھی حاصل ہوئی۔قومی نصابی کتب و مطالعاتی مواد کی پالیسی، اساتذہ کی تربیت، فنی اور ووکیشنل کی تعلیم اور اصلاحات دینی مدارس اہم حکومتی مقاصد رہے۔۲۱ حکومت نے وفاقی اور صوبائی سطح پر اسکالرشپ کے پروگرام متعارف کروائے۔جن میں ہائر ایجوکیشن کمیشن کا اسکالرشپ پروگرام بھی شامل ہے، جس کے تحت اس ادارے کے میرٹ پر آنے والے ایم فل اور پی ایچ ڈی طلبہ کے تعلیمی اخراجات حکومت برداشت کرتی ہے۔نیز ماہانہ وظیفہ بھی جاری کیا جاتا ہے تاکہ طلبہ مالی مسائل سے آزاد ہو کر تحقیق کر سکیں۔مخصوص وقت میں پی ایچ ڈی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مکمل کرنے کے بعد ۵ سال کے لیے اپنی خدمات وقف کرنا ضروری ہیں۔ نیز ملکی سطح پر تعلیم حاصل کرنے والے پی ایچ ڈی اسکالرز کے لیے بیرون ملک کی یونیورسٹی میں ٦ ماہ کے لیے اپنے تحقیقی عنوان سے متعلقہ اداروں میں جانے کی سہولت دی گئی۔ اس کے بھی تمام اخراجات ایچ ای سی کا ادارہ پورے کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یونیورسٹیوں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا جیسا کہ اقتصادی سروے کے مطابق گزشتہ تین سالوں (۰۸-۲۰۰۶) میں ۱۷ نئی یونیورسٹی کا چارٹر دیا گیا۔ بہت سی یونیورسٹیاں ایسے علاقوں میں کھولی گئیں جہاں پر اعلیٰ تعلیم کی سہولیات میسر نہیں تھیں۔۲۲ اس سے کم ترقی یافتہ علاقوں کے طلبہ کو بھی یونیورسٹی کی تعلیم سے استفادہ کرنے کا موقع ملا نیز اعلیٰ تعلیم کا ماحول بھی پروان چڑھا۔

حکومت پاکستان ملک میں تعلیم تک رسائی، معیار تعلیم میں بہتری اور مساوی تعلیمی مواقع کی فراہمی کے لیے مختلف پالیسیاں متعارف کرواتی رہی ہے۔ قومی تعلیمی پالیسیوں میں سے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کے دور میں بننے والی قومی پالیسی ۲۰۰۹ء قابل ذکر ہے۔ اس کے اغراض ومقاصد میں افراد اور معاشرہ کے سماجی، سیاسی اور روحانی ضروریات کی تکمیل کے لیے موجودہ نظام تعلیم کا احیاء، قومی اتحاد کو فروغ، پاکستان کے تمام شہریوں کے لیے تعلیم کے مساوی مواقع کی فراہمی، جمہوری اور اخلاقی اقدار سے وابستہ افراد کو پروان چڑھانا، حکومت کے تعلیمی اداروں میں معیار تعلیم کو بہتر کرنا، ابتدائی اور تعلیم بالغاں پروگرام کے ذریعے شرح خواندگی میں اضافہ، فرد کو اپنے ہنر کے ذریعے دیانتداری سے روزی کمانے کے قابل بنانا، اعلیٰ تعلیم کے اداروں میں تحقیق کی حوصلہ افزائی کرنا اور تعلیمی ترقی کے لیے ایک قومی عمل کا اہتمام کرنا (جس سے صوبوں کے درمیان فرق کم ہو سکے) شامل تھا۔۲۳

پالیسی اقدامات میں صوبائی اور علاقائی حکومتیں ۲۰۱۵ء تک سب کے لیے مفت پرائمری تعلیم اور ۲۰۱۵ء تک دسویں جماعت تک تعلیم کے اہداف کا حصول ممکن بنائے گئیں۔ صوبائی اور ضلعی حکومتیں انٹرمیڈیٹ کے داخلوں کے اہداف کے منصوبے تیار کریں گی، تعلیم کی تیاری، عمل اور نتائج کے لیے قومی معیار مقرر کیے جائیں گے، صوبائی اور ضلعی حکومتیں معیار تعلیم کو یقینی بنانے کے لیے نگرانی اور معائنے کے نظام قائم کریں گی، یونیورسٹیوں اور تحقیقی ادارے معیشت میں اختراع کو فروغ دینے کے لیے تحقیق پر زور دیں گے، نجی شعبے کو بھی راغب کیا جائے گا تاہم ان پر نگرانی رکھی جائے گی، تعلیمی شعبے میں مقاصد حاصل کرنے کے لیے حکومت ۲۰۱۵ء تک جی ڈی پی ۷ فیصد مختص کرے گی اور بین الاقوامی رقوم لانے کی پالیسی وضع کی جائے گی۔۲۴

قیام پاکستان کے بعد پرائمری، مڈل، سکینڈری ہائی اسکول، ووکیشنل اداروں، آرٹس اور سائنس کالجوں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔ پروفیشنل کالج ۴۸-۱۹۴۷ء تک وجود نہیں رکھتے تھے۔ لیکن مالی سال ۵۵-۱۹۵۴ء میں اس ادارے کی تعداد میں ۲۴ تک اضافہ ہوا اور یونیورسٹیوں کی تعداد میں ۲ سے ۴ تک اضافہ کیا گیا۔۲۵ مختلف ادوار میں تعلیمی اداروں میں ہونے والے اضافے کو مندرجہ ذیل جدول کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔ تعلیمی اداروں میں اضافہ ہوا تاہم یہ اضافہ اور ان میں فراہم کی جانے والی سہولیات آبادی کے لحاظ سے ناکافی رہیں۔

۱۔ تعلیمی اداروں کی تعداد

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

	1959-69	1971-77	1977-88	1989-99	1999-08	2008-12
پرائمری اسکول	20,969	7,308	5,200	55,600	4,700	1,200
مڈل اسکول	13,16	880	1,900	10,200	22,400	1,300
ہائی اسکول	841	967	2,300	5,700	11,400	5,800
سیکنڈری ووکیشنل ادارے	80	-53	338	-419	2,513	165
آرٹس اور سائنس کالج	144	94	118	284	1,991	1,661
پروفیشنل کالج	18	25	14	209	846	282
یونیورسٹیاں	3	4	7	4	70	15

(Source: Pakistan Economic Survey, various issues)

پاکستان میں 1980s میں شرح خواندگی 29.5 فیصد، 1990s میں 40.7 فیصد، 2000s میں 52.6 فیصد، 2001ء میں 49 فیصد، 2008ء میں 56 اور 2012ء میں 58 فیصد رہی۔[۲۶] پاکستان جنوبی ایشیاء میں مالدیپ، سری لنکا اور بھارت سے بھی شرح خواندگی میں پیچھے ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل گراف سے واضح ہوتا ہے۔

۲۔ جنوبی ایشیاء کے خطے میں شرح خواندگی

(http://www.mapsofworld.com/asia/thematic/countries-with-literacy-rate.html

Retrieved 26,Dec 2014)

قومی تعلیمی پالیسی کے عملی نفاذ کے حوالے سے تعلیم کے لیے پاکستان میں جی ڈی پی کا تقریباً ۲ فیصد مختص کیا جاتا رہا۔ نظام تعلیم میں بہتری کے لیے اور شرح خواندگی بڑھانے کے لیے مؤثر پالیسیوں کے ساتھ عملی اقدامات اہمیت کے حامل ہیں جن میں کمی رہی۔ عصر حاضر میں پاکستان کی شرح خواندگی ۵۸.۲ فیصد ہے۔ پاکستان کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہونے کے لیے شرح خواندگی اور معیار تعلیم میں بہتری لانے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات ضروری ہیں۔

- مالی وسائل کے حصول کے لیے بیرونی امداد مثلاً یو ایس ایڈ پر انحصار کرنے سے عالمی اداروں اور ڈونرز ممالک کی نصاب اور نظام تعلیم میں تبدیلی کی شرائط ماننی پڑتی ہیں جس سے اسلامی اقدار کو نقصان پہنچتا ہے جبکہ شعبہ تعلیم کو بیرونی اثرات مثلاً سیکولر فکر سے آزاد ہونا چاہیے۔ نیز قومی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تعلیمی پالیسی تشکیل دی جانی ضروری ہے۔
- پاکستان کے پسماندہ صوبوں کو بھی تعلیمی سہولیات فراہم کی جانی چاہئے تاکہ ناخواندگی کی شرح کم ہو سکے۔ این ایف سی ایوارڈ میں صوبوں کی خودمختاری اور وزارت تعلیم کو صوبائی سطح پر منتقل کرنے سے بہتر نتائج سامنے آسکتے ہیں اگر صوبائی حکومتیں امانت داری کے ساتھ وسائل کو اس شعبے کے لیے مختص کریں۔ خلوص اور لگن کے ساتھ شعبہ تعلیم میں بہتری

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لائیں تو عین ممکن ہے پاکستان کا معیار تعلیم اور شرح خواندگی خطے میں سب سے بہتر ہو جائے۔

- تعلیم بنیادی طور پر ریاست کی ذمہ داری ہے۔حکومتی سطح پر مالی وسائل کی کمی کی صورت میں نجی شعبے کو اسکول کھولنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔تاہم سرکاری اور نجی سطح پر قائم تعلیمی اداروں کے نصاب میں یکسانیت رکھی جانی ضروری ہے تاکہ تعلیمی سطح پر طبقاتی تقسیم ختم ہو سکے۔
- دوران ملازمت اساتذہ کے لیے بامقصد تربیتی پروگرام کا انعقاد کروایا جائے۔نیز سرکاری تعلیمی اداروں میں جدید سہولیات کی فراہمی ممکن بنائی جائے تاکہ اساتذہ جدید تقاضوں کے مطابق تدریسی خدمات سرانجام دے سکیں۔
- اسکول سطح پر تدریس تعلیم اُردو زبان میں ہی ہونا چاہیے تاہم پرائمری سطح سے ہی عربی اور انگریزی زبانوں کے لکھنے اور بولنے کی مہارت کے لیے تربیت یافتہ اساتذہ کا تقرر ہونا چاہیے۔
- طلبہ کی کردار سازی پر بھی توجہ دینی چاہیے کیونکہ بہترین اخلاقی اقدار کے حامل افراد ہی معاشرے کا فعال رُکن بن سکتے ہیں۔

(جاری ہے)

حواشی و حوالہ جات:

۱۔ Government of Pakistan, Pakistan Economic Survey 1968-69, Islamabad, Ministry of Finance, p.240.

۲۔ Ibid,1963-64,p.225

۳۔ Ibid,1968-69,p.240

۴۔ Ibid,p.241

۵۔ Ibid,1963-64,p.225

۶۔ Ibid,1965-66, Statistical Section, p.103

۷۔ Ibid, 1974-75,p.173

۸۔ Ibid,pp.174-175

۹۔ Ibid, 1975-76,pp.176-177

۱۰۔ Ibid, 1976-77,p.204

۱۱۔ Ibid, 1984-85,pp.178-179

۱۲۔ United Nation, Hand book of International trade & development statistics

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

1985, from Pakistan Economic Survey 1984-85, p.174.

۱۳۔ Pakistan Economic Survey 1984-85, p.177

۱۴۔ Ibid, 2002-03,p.179

۱۵۔ Ibid, 1984-85,pp.174-75

۱۶۔ Ibid,1993-94,pp.121-122;1995-96,p.131

۱۷۔ Ibid, 1993-94,pp.122-123

۱۸۔ World Bank,Implementation Completion Report Pakistan Social Action Program Project,Reprort No:18043,Washington,D.C.,1998,p.iii

۱۹۔ Pakistan Economic Survey 1999-2000,p.174

۲۰۔ World Bank,Implementation Completion Report on a Credit in the Amout of US $ 250 Million to the Islamic Republic of Pakistan for a second Social Action Program Project,Report No.26216,Washington,D.c,2003,pp.13-14

۲۱۔ Pakistan Economic Survey 2007-08,p.178;Education Reform in Congressional Research Service, Dec 2004,CRS :Pakistan,Washington,D.C. report number: RS22009,p.2 تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو

۲۲۔ Pakistan Economic Survey 2007-08,p.179

۲۳۔ Government of Pakistan,National Education Policy 2009,Islamabad:Ministry of Education ,pp. 17-19 ;http://unesco.org.pk/education/teachereducation/files /National%20Education%20Policy.pdf retrieved 7-08-13

۲۴۔ Ibid,pp19-21 تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو

۲۵۔ Pakistan Economic survey 1980-81,Statistical Annexure, p.235 تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو

۲۶۔ Ibid, 2012-13,Economic and Social indicators, ,http://finance.gov.pk/survey /chapters_13/Economic%20Indicators.pdf retrived March 24,2014

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com